Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
فون: ۴۴۹ — رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
ایڈیٹر: نسیم سیفی
جلد ۳۴ / ۳۹ — ہفتہ یکم شعبان ۱۴۰۹ھ ؛ ۱۱ ؍ امان ۱۳۶۸ہش ؛ ۱۱ ؍ مارچ ۱۹۸۹ء — نمبر ۵۹

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

" جو لوگ اس سلسلہ میں داخل ہوتے ہیں ان کو سب سے بڑا فائدہ تو یہ ہوتا ہے کہ میں اُن کیلئے دعا کرتا ہوں۔ دعا ایسی چیز ہے کہ خشک لکڑی کو بھی سرسبز کر سکتی ہے اور مُردہ کو زندہ کر سکتی ہے اس میں بڑی تاثیریں ہیں۔ جہاں تک قضا و قدر کے سلسلہ کو اللہ تعالیٰ نے رکھا ہوا ہے کوئی کیسا ہی معصیت میں غرق ہو دعا اس کو بچالے گی اللہ تعالیٰ اس کی دستگیری کریگا اور وہ خود محسوس کرے گا کہ میں اب اور ہوں۔ دیکھو جو شخص مسموم ہے کیا وہ اپنا علاج آپ کر سکتا ہے۔ اس کا علاج تو دوسرا ہی کرے گا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے تطہیر کے لیے یہ سلسلہ قائم کیا ہے اور مامور کی دعائیں تطہیر کا بہت بڑا ذریعہ ہوتی ہیں۔

دعا کرنا اور کرانا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ دعا کے لیے جب درد سے دل بھر جاتا ہے اور سارے حجابوں کو توڑ دیتا ہے اس وقت سمجھنا چاہیئے کہ دعا قبول ہوگئی۔ یہ اسمِ اعظم ہے اس کے سامنے کوئی ان ہونی چیز نہیں ہے۔ ایک خبیث کیلئے جب دعا کے ایسے اسباب میسّر آجائیں تو یقیناً وہ صالح ہو جاوے اور بغیر دعا کے وہ اپنی توبہ پر بھی قائم نہیں رہ سکتا بیمار اور محجوب اپنی دستگیری آپ نہیں کر سکتا۔ سنّت اللہ کے موافق یہی ہوتا ہے کہ جب دعائیں انتہا تک پہنچتی ہیں تو ایک شعلہ نور کا اس کے دل پر گرتا ہے جو اسکی خباثتوں کو جلا کر تاریکی دور کر دیتا ہے اور اندر ایک روشنی پیدا کر دیتا ہے۔ یہ طریق استجابت دعا کا اثر رکھتا ہے۔" (ملفوظات جلد پنجم صد ۱۲۲-۱۲۱)

" ساری عقدہ کشائیاں دعا کے ساتھ ہو جاتی ہیں۔ ہمارے ہاتھ میں بھی اگر کسی کی خیر خواہی ہے تو کیا ہے صرف ایک دعا کا آلہ ہی ہے جو خدا نے ہمیں دیا ہے۔ کیا دوست کیلئے اور کیا دشمن کے لیے۔ ہم سیاہ کو سفید اور سفید کو سیاہ نہیں کر سکتے۔ ہمارے بس میں ایک ذرّہ بھر بھی نہیں ہے۔ مگر جو خدا ہمیں اپنے فضل سے عطا کر دے۔"

خدا تعالیٰ کے فضل اور تائید کے بغیر انسان کچھ بھی نہیں کر سکتا جب اللہ تعالیٰ کی طرف انسان کھینچا جاتا ہے اور خدا تعالیٰ میں فنا ہو جاتا ہے تو اس سے وہ کام صادر ہوتے ہیں جو خدائی کام کہلاتے ہیں۔ اور اس پر اعلیٰ سے اعلیٰ انوار ظاہر ہوتے لگتے ہیں۔ انسانی کمزوری کا تو کچھ بھی ٹھکانہ نہیں ہے۔ وہ ایک قدم بھی خدا تعالیٰ کے فضل اور اس کی تائید کے بغیر نہیں چل سکتا۔ میں تو یہاں تک یقین رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اسے مدد نہ ملے تو وہ رفع حاجت کے بعد ازار بند تک بھی باندھنے کی طاقت نہیں رکھتا۔

خدا ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ کس کی زندگی لعنتی اور کس کی زندگی پاک ہے۔ پس تم ایسے دردناک دعاؤں میں لگ جاؤ کہ گویا مر ہی جاؤ تا دوسری موت سے خدا تمہیں بچا وے۔ دنیا کیلئے بڑی گھبراہٹ کے دن ہیں گو دنیا نہیں سمجھتی لیکن کسی دن سمجھے گی۔ دیکھو میں اس وقت اپنا فرض ادا کر چکا ہوں اور قبل اس کے کہ تنگی کے دن آویں میں نے اطلاع دیدی ہے۔"

محترم خواجہ سرفراز صاحب پر اسلم قریشی کا قاتلانہ حملہ

سیالکوٹ: سیالکوٹ کے ممتاز احمدی وکیل محترم خواجہ سرفراز احمد صاحب پر (مولانا) اسلم قریشی نے ۹ ؍ مارچ ۱۹۸۹ء کو دن کے ساڑھے گیارہ بجے قاتلانہ حملہ کر کے شدید زخمی کر دیا۔ محترم خواجہ صاحب کو علاج کیلئے لاہور بھجوا دیا گیا جہاں انکی حالت خطرے سے باہر ہے۔ تفاصیل کے مطابق محترم خواجہ سرفراز احمد صاحب سیالکوٹ کچہری میں اپنے چیمبر کی طرف جا رہے تھے کہ اسلم قریشی نے جو پانچ سال کی پراسرار روپوشی کے بعد پون سال قبل ظاہر ہوا تھا محترم خواجہ صاحب کی پشت پر خنجر سے حملہ کر دیا اور تیزی سے وار کرتے ہوئے پانچ زخم لگا دیئے۔ محترم خواجہ صاحب نے مڑ کر اسے پکڑنے کی کوشش کی تو اس نے دو اور زخم سامنے کی طرف لگا دیئے اسلم قریشی کو موقع پر پکڑ لیا گیا۔ محترم خواجہ صاحب کو فوری طبّی امداد بہم پہنچائی گئی اور اس کے بعد انہیں مزید علاج کے لیے لاہور بھجوا دیا گیا۔ جہاں اب انکی حالت خطرے سے باہر ہے۔

محترم خواجہ صاحب کا شمار ملک کے سینیئر اور قابل قانون دانوں میں ہوتا ہے۔ سیالکوٹ کی ڈسٹرکٹ بار کونسل نے اس واقعہ پر ہنگامی طور پر اجلاس منعقد کر کے مذمّت کی قرارداد پاس کی ہے۔

احباب کو یاد ہوگا کہ اس شخص نے جماعت احمدیہ کی ایک اور بڑی اہم اور واجب الاحترام ہستی محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب (ایم ایم احمد) پر بھی قاتلانہ حملہ کیا تھا۔ جس کے نتیجے میں اس نے قید کی سزا بھی کاٹی ہے

خاکسار کی والدہ امتہ السلام بیگم زوجہ مولوی محمد احمد صاحب نعیم آجکل الائیڈ ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔
خاندانِ اقدس اور دیگر افراد جماعت سے خصوصی دعا کی درخواست ہے۔

مشہود احمد
ڈینٹ کلاتھ ہاؤس گول بازار ربوہ

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے خاکسار کے بیٹے عزیزم محمود احمد خان کو مغربی جرمنی میں مورخہ ۱۵؍۱؍۸۹ کو پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے احباب سے درخواستِ دعا ہے کہ مولا کریم اپنے فضل سے نومولود کو صحت و سلامتی کے ساتھ پروان چڑھائے

عبداللہ اکبر خان ۲۳ شکور پارک ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: مسعود احمد پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ مقام اشاعت: دارالنصر غربی ربوہ
قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۱ امان ۱۳۶۸ ہش ۱۱ مارچ ۱۹۸۹ء

قائدِ اعظم محمد علی جناح

ہندوؤں کے ساتھ مل جل کر کام کرتے تھے تو امن کے سفیر کہلائے اور جب دیکھا کہ مسلمانوں کو ہندوستان میں رہ کر وہ امن نہ مل سکے گا جس کی ہر قوم حقدار ہے تو پاکستان کے لئے کوشش کی اور اللہ تعالےٰ نے اس امن کے سفیر کے ذریعہ مسلمانوں کو ایک امن کا قلعہ عطا فرما دیا۔ قائداعظم کی کوششوں کو جتنا بھی سراہا جائے کم ہے اور ان کی جتنی بھی قدر کی جائے اس سے زیادہ قدر کرنے کی دل میں خواہش پیدا ہوتی ہے۔

اگر قائداعظم نہ ہوتے؟ اس کا صحیح جواب تو پتہ نہیں کیا ہے۔ کیونکہ پردۂ غیب میں کون جھانک سکتا ہے لیکن عام حالات میں جو جواب ذہن میں آتا ہے وہ یہ ہے کہ پاکستان نہ بنتا۔ اور یہ سب کو معلوم ہے کہ ایک وقت میں قائداعظم ــ جب وہ صرف محمد علی جناح تھے۔ ہندوستان کو خیر باد کہہ کر انگلستان میں جا مقیم ہوئے تھے۔ وہ ہندوستان کی سیاست سے دل برداشتہ ہو گئے تھے اور ان کا خیال تھا کہ بقیہ زندگی ہندوستان سے باہر ہی گزاریں گے۔ لیکن ہندوستان میں ایک دل یہ محسوس کر رہا تھا کہ محمد علی جناح کو واپس آکر مسلمانوں کی قیادت کرنی چاہیئے تاکہ وہ اپنے حقوق کو پامال ہوتا نہ دیکھیں اور وہ دل تھا قدرتِ ثانیہ کے دوسرے مظہر حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب کا آپ نے انگلستان کے احمدی مربی کو اس بات پر مامور فرمایا کہ جناح صاحب کو واپس ہندوستان آنے کی دعوت دیں۔ اور ہر ممکن طریق سے انہیں اس پر آمادہ کریں پھر تاریخ نے اس بات کو بھی محفوظ رکھا ہوا ہے کہ محمد علی جناح صاحب نے فرمایا کہ "آپ کے (مربی صاحب کے) دلائل نے میرے لئے کوئی راستہ نہیں چھوڑا یعنی اب مجھے ہندوستان جانا ہی ہوگا" وہ آگئے اور پاکستان بن گیا۔

افسوس کی بات یہ ہے کہ جن لوگوں نے اس سلسلہ میں ان سے کبھی بات تک نہ کی تھی وہ بھی یا ان کے یار دوست کہہ رہے ہیں کہ ان کے کہنے پر قائداعظم ہندوستان واپس آئے تھے۔ تاریخ کو ایک وقت تک مسخ تو کیا جا سکتا ہے۔ لیکن تاریخی حقائق کو ہمیشہ کے لئے دبایا نہیں جا سکتا۔

وہ جو ہر لمحہ کو دے دیتے ہیں تقدیس کا رنگ
جن کی باتوں سے اتر جاتا ہے حالات کا زنگ
ہم نہیں ہیں تو بتاؤ کہ وہ ہیں کون سے لوگ؟
کن کی آواز میں چلتی ہے وفاؤں کی ترنگ؟

ــــــ ابو الاقبال

کلامِ صدیق

ہمنشیں اپنی دعاؤں میں اثر پیدا کر
لے اُڑیں جو سُوئے افلاک وہ پَر پیدا کر

سنگریزوں سے ضیا بار گہر پیدا کر
ذرّے ذرّے سے نئے شمس و قمر پیدا کر

ہمت و عزم و ذہانت ہو جو تجھ میں موجود
پھر اگر چاہے تو پتھّر سے ثمر پیدا کر

مت اُلجھ مغربی تہذیب کے پیچ و خم سے
تُو الگ مصطفوی راہگذر پیدا کر

خویش کو اپنا بنانا تو ہے سب کا دستور
غیر کو اپنا بنا لے وہ نظر پیدا کر

درِ مولیٰ سے نہ زنہار ہو مایوس کبھی
حیدری عزم و یقیں حزمِ عمرؓ پیدا کر

تُو وفا کیش ہے گھبرا نہ جفا سے صدیقؔ
کوہِ غم کو بھی اٹھا لے جو وہ سر پیدا کر

اعلان برائے حفّاظ کرام

رمضان المبارک ۸۹ء اپریل کے پہلے عشرہ میں شروع ہو رہا ہے۔ نظارت اصلاح وارشاد ہر سال مختلف جماعتوں کے مطالبہ پر نماز تراویح کے لیے حفّاظ کرام بھجواتی ہے۔ جو حفّاظ کرام نظارت کے تحت امسال تراویح میں قرآن کریم سنانے کے لیے جماعتوں میں جانا چاہتے ہوں وہ جلد از جلد اپنے نام اور کوائف بھجوا دیں۔
نیز جن جماعتوں کو رمضان المبارک کے لیے حفّاظ کرام کی ضرورت ہو وہ بھی جلد نظارت ہذا کو لکھیں۔ ؛ نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ ؛

رمضان المبارک کی آمد آمد

جملہ جماعتوں کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ بفضلہ تعالےٰ امسال رمضان المبارک اپریل کے پہلے عشرہ میں شروع ہوگا۔ جماعتیں اس مہینہ سے بھرپور فائدہ اٹھائیں اور تراویح اور درس و تدریس کا پروگرام بنائیں۔ تمام مربیان کرام رمضان المبارک اپنے اپنے سینٹر میں گذاریں۔ اور نماز تراویح اور درس کا التزام کریں۔ نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ کا دورہ فرینکفرٹ جرمنی فروری ۱۹۸۹ء

صد سالہ جشنِ تشکر اور دعوت الی اللہ کے بارے میں خصوصی ہدایات

(مرتب: مکرم عرفان احمد خان صاحب جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ فرینکفرٹ)

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مورخہ ۱۴ فروری ۱۹۸۹ء بروز منگل مختصر قیام کی غرض سے فرنکفرٹ تشریف لائے اور دو دن قیام فرمانے کے بعد مورخہ ۱۶ فروری ۱۹۸۹ء بروز جمعرات صبح ۹½ بجے واپس ہالینڈ تشریف لیجانے کی غرض سے فرنکفرٹ سے روانہ ہوئے۔ اسطرح حضور نے قریباً ۴۴ گھنٹے یہاں قیام فرمایا۔ صد سالہ جشن تشکر کے سال کے آغاز پر ہی فرنکفرٹ جماعت کے احباب کو اپنے پیارے آقا ایدہ اللہ کو اپنے درمیان میں موجود پاکر اپنے دلوں کو روحانیت سے منور کرنے کا نادر موقع میسر ہوا۔ حضور کے مختصر قیام کی وجہ سے کوئی بھی جماعتی تقریب منعقد نہیں کی گئی تھی۔ البتہ نمازوں کی ادائیگی کیلئے احباب جماعت بکثرت بیت النور فرنیکفرٹ میں تشریف لاکر حضور کی اقتداء میں نمازیں ادا کرتے رہے۔

حضور کی فرنکفرٹ میں آمد کی اطلاع مورخہ ۱۲ فروری بروز اتوار شام کو ہالینڈ سے موصول ہوئی تھی۔ اس روز محترم عبداللہ واگس ہاوزر صاحب امیر جماعت احمدیہ جرمنی بیت النصر کولون میں مربیان سلسلہ کے ہمراہ ضروری میٹنگ میں مصروف تھے اور مکرم عطاء اللہ کلیم صاحب مربی انچارج NAUHEIM جماعت کے دورہ پر تشریف لے گئے تھے۔ حضور کی آمد کی اطلاع ملتے ہی مکرم محمد شریف خالد نائب امیر دوم نے اولین میسر رابطہ پر محترم امیر صاحب اور محترم مربی انچارج صاحب کو حضور کے متوقع دورہ سے آگاہ فرمایا۔ چونکہ حضور کی طرف سے یہ ہدایت موصول ہوئی تھی کہ حضور مشن ہاؤس میں قیام فرمائیں گے اس لئے فوری طور پر حضور کے قیام و طعام کے انتظامات شروع کر دیئے گئے۔

اگلے روز یعنی ۱۳ فروری کو پورا دن نوجوانوں کی ایک ٹیم مکرم میر عبداللطیف صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ فرنکفرٹ کے ہمراہ مشن ہاؤس اور بیت النور کی صفائی اور تزئین میں مصروف عمل رہی۔ جبکہ حضور کی قیام گاہ سے متعلق تمام انتظامات مکرم چوہدری مقصود احمد ستی پریذیڈنٹ فرنکفرٹ اور ان کی اہلیہ محترمہ اور لجنہ اماءاللہ کی عہدہ داران نے سرانجام دیئے۔

حضور کی آمد

مورخہ ۱۴ فروری حضور کی فرنکفرٹ میں آمد کا دن تھا۔ حضور کی آمد شام ۷ بجے متوقع تھی چنانچہ اس روز بھی ممبراتِ لجنہ اور احبابِ جماعت جن کی زیادہ تعداد نوجوانوں پر مشتمل تھی۔ انتظامات کو آخری شکل دینے میں مصروفِ عمل رہی۔ ابھی جبکہ خدامِ احمدیت اپنے امام و آقا کے استقبال کی تیاریوں میں مصروف تھے حضور کا قافلہ متوقع وقت سے ۴۵ منٹ قبل یعنی سوا ۶ بجے شام بیت النور پہنچ گیا۔ چنانچہ حاضر احباب نے جنکی تعداد ۵۰ سے زائد تھی اپنے محترم امیر عبداللہ واگس ہاوزر اور مشنری انچارج محترم عطاء اللہ کلیم صاحب کی معیت میں حضور کو خوش آمدید کہنے کی سعادت حاصل کی۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے قافلہ میں حضرت سیدہ بیگم صاحبہ کے علاوہ محترم مبارک احمد ساقی صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر و پرائیویٹ سیکرٹری۔ مکرم محمد عیسیٰ صاحب اسسٹنٹ پرائیویٹ سیکرٹری مکرم مجید احمد صاحب سیالکوٹی مربی سلسلہ مکرم صاحبزادہ مرزا سفیر احمد مع بیگم صاحبہ۔ مکرم ملک اشتیاق احمد صاحب، مکرم مسعود احمد صاحب۔ مکرم نبیل احمد صاحب مکرم نعیم اللہ صاحب امین کو شمولیت کی سعادت حاصل ہوئی۔

سات بجے شام حضور نے بیت النور میں تشریف لا کر مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھائیں۔ آج شام حضور ایک دلی تعلق رکھنے والے غیر از جماعت دوست کی طرف سے کھانے پر مدعو تھے۔ اس لئے حضور نمازوں کے بعد بہت ہی مختصر وقت کے لئے بیت الذکر میں تشریف فرما ہوئے۔

دعوت پر جانے سے قبل حضور نے مکرم مبارک احمد صاحب ساقی کو دفتر میں طلب فرمایا۔ دفتری امور سے فراغت کے بعد پونے ۸ بجے شب حضور معہ اراکینِ قافلہ۔ امیر جماعت جرمنی۔ مشنری انچارج صاحب جرمنی اور بعض مقامی عہدیداران کے ہمراہ غیر از جماعت دوست کے ہاں کھانے پر تشریف لے گئے۔

یہ دوست ایک سال قبل جلسہ سالانہ مغربی جرمنی پر حضور سے ملے تھے۔ جس کے بعد سے باقاعدگی سے حضور کے خطبات اور تقاریر کی کیسٹیں سنتے ہیں۔ اور اس طرح حضور کے ساتھ ان کی دلی وابستگی میں اضافہ ہوتا رہا۔ انہوں نے لندن جاکر حضور سے ملاقات کا شرف بھی حاصل کیا۔

حضور اپنے خدام کے ہمراہ ۸ بجے شب وہاں پہنچے تو حضور کے میزبان نے انتہائی عقیدت اور محبت کے جذبات کے ساتھ حضور کا استقبال کیا۔ حضور نے بھی گرم جوشی کے ساتھ کافی دیر تک ان کے ساتھ معانقہ فرمایا۔ وہاں حضور نے دورانِ گفتگو بتایا کہ اب ان کو میرے خطبات کی کیسٹوں کا اتنی شدت سے انتظار ہوتا ہے کہ کبھی دیر ہو جائے تو یہ فون پر اس کا ذکر بھی کر دیتے ہیں۔ انہوں نے جواب میں فرمایا کہ حضور میں اب ایک کی بجائے دو کیسٹیں خریدتا ہوں اور ایک کیسٹ دوسرے لوگوں کو سننے کے لئے دیتا ہوں اور اس کا موقعہ اس طرح پیدا ہوا کہ میرا کاروبار اس قسم کا ہے کہ مختلف قومیتوں کے لوگ میرے ہاں آتے ہیں ایک روز ایک دوست نے جماعت احمدیہ کے خلاف باتیں کرنا شروع کر دیں۔ جس پر میں نے اُن سے پوچھا کہ کبھی آپ نے اُن کی کوئی کتاب یا اُن کے امام کی تقریر سنی ہے۔ جس کا جواب نفی میں تھا۔ چنانچہ میں نے ان سے وعدہ لیا کہ وہ میری دی ہوئی کیسٹیں سنیں گے اور پھر دوبارہ گفتگو ہو گی۔ چنانچہ میں نے دعا کے موضوع پر حضور کے خطبہ کی کیسٹ ان کو دی۔ اور اب اس واقعہ کے بعد سے مجھے دو کیسٹیں خریدنی پڑتی ہیں۔ ایک کیسٹ وہ دوست لے جاتے ہیں اور سن کر واپس دے جاتے ہیں اور پھر میں یہ کیسٹ کسی دوسرے کو دے دیتا ہوں۔

کھانے کے بعد حضور نے حالاتِ حاضرہ پر سیر حاصل گفتگو فرمائی۔ حضور سے میزبان نے بعض ممالک کو درپیش مسائل اور ان میں جاری بعض تحریکات کے متعلق حضور سے استفسار فرمایا۔ جس کے جواب میں حضور نے ان ممالک کے مسائل اور ان میں جاری تحریکات کے بد اثرات اور بد نتائج بیان فرمائے اور پھر ان تحریکات کے متعلق مثبت اندازِ فکر اختیار کرنے اور ان سے حاصل کئے جا سکنے والے فوائد کا بڑی تفصیل سے ذکر فرمایا۔ حضور ایک گھنٹہ سے زائد دیر تک ایسے موضوعات پر گفتگو فرماتے رہے۔

حضور کی وہاں سے واپس روانگی سے قبل اُن صاحب نے خواہش ظاہر کی کہ حضور ان کے کاروبار کے تمام دفاتر میں تشریف لے جا کر اُن کو برکت بخشیں۔ چنانچہ حضور ان کے دفاتر اور کاروبار کے کمروں میں تشریف لے گئے۔ اور دعا سے نوازتے رہے۔ انہوں نے حضور سے اس خواہش کا اظہار بھی فرمایا کہ حضور اس کرسی پر بھی تشریف فرما ہو کر برکت بخشیں جو روزانہ ان کے (میزبان کے) استعمال میں رہتی ہے۔ چنانچہ حضور نے ان کی اس خواہش کو بھی پورا فرمایا۔ معزز میزبان نے وہاں اپنے صاحبزادے اور مکرم منصور احمد صاحب جن کے ذریعہ ان کو جماعت احمدیہ سے تعارف حاصل ہوا کے ہمراہ حضور کے ساتھ تصاویر اتروائیں۔ ۹½ بجے شب حضور نے وہاں اجتماعی دعا کروائی اور پھر واپس مشن ہاؤس تشریف لے آئے۔

۱۵ فروری بروز بدھ

صبح پونے سات بجے حضور نے بیت النور میں نماز فجر پڑھائی۔ فرنکفرٹ کے علاوہ آفن باخ OFFENBACH ڈیزن باخ DITZENBACH۔ دیوزن برگ VEUISENBERG۔ مینز MAINZ اور ایگلز باخ EGELSBACH اور دوسرے شہروں کے احباب جماعت کی کثیر تعداد نے حضور کی اقتداء میں نماز فجر ادا کی۔ نماز کے بعد حضور صبح کی سیر پر پیدل تشریف لے گئے۔ حضور نے سوا گھنٹہ تک ۵ کلومیٹر سے زائد بیت النور کے گردونواح میں پھیلے ہوئے جنگلات میں سیر کی ۸½ بجے واپس بیت النور تشریف لے آئے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ناشتہ وغیرہ سے فراغت کے بعد حضور نے دفتر میں ڈاک ملاحظہ فرمائی اور مکرم مبارک احمد صاحب ساقی پرائیویٹ سیکرٹری اور مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر امیر جماعت جرمنی کو دفتر میں طلب فرما کر ہدایات سے نوازا۔ پونے ۱۱ بجے حضور نے کسی قریبی ریسٹورنٹ میں کافی پینے کی خواہش کا اظہار فرمایا۔ چنانچہ انتظام ہونے پر حضور معہ ممبران قافلہ بیت النور کے قریب ہی والڈ کیفے WALD CAFE میں تشریف لے گئے۔ مقامی جماعت میں سے مکرم امیر صاحب جماعت جرمنی کے علاوہ مکرم عطاء اللہ صاحب کلیم مربی انچارج مکرم محمد جلال شمس مربی سلسلہ مکرم بشارت محمود صاحب مربی سلسلہ مکرم ہدایت اللہ ہبش (آج کل ہدایت اللہ جمیل صاحب) مکرم چوہدری مقصود احمد صدر جماعت فرنکفوٹ اور خاکسار کو حضور کے ساتھ کافی پینے اور اس نجی محفل میں شریک ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔
اس مجلس میں مکرم ہدایت اللہ ہبش نے جو حال ہی میں پاکستان کے مطالعاتی دورے سے واپس تشریف لائے ہیں اپنے دورہ کے تاثرات بیان کئے۔ آپ نے یہ دورہ ریڈیو فرنکفوٹ کی طرف سے ایک فیچر تیار کرنے کی غرض سے کیا تھا۔ آپ نے وہاں مختلف طبقہ فکر کے لوگوں سے جن میں سیاسی لیڈر۔ سکالر۔ ادبی شخصیات۔ یونیورسٹی کے پروفیسر اور ریڈیو کے فنکار شامل ہیں سے ملاقات کی اور آج اس مجلس میں جو نجی محفل کا انداز رکھتی تھی اپنے دورہ کے تاثرات بیان کئے اور ملاقاتوں کا احوال بتایا ان احباب میں سے اکثر دوست حضور ایدہ اللہ سے ملاقات کا شرف حاصل کر چکے ہیں یا پھر حضور ان کی شخصیت سے اچھی طرح متعارف تھے چنانچہ حضور نے بعض شخصیات کے بارے میں مکرم ہدایت اللہ صاحب کے تاثرات سُن کر ان شخصیات کی زندگی کے بہت سے مثبت پہلو اور زیادہ وسیع انداز میں مکرم ہدایت اللہ صاحب کے سامنے بیان کئے۔ حضور اس ریسٹورنٹ میں ایک گھنٹہ تشریف فرما رہے اور یہاں سے واپس آکر حضور نے ظہر و عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔

ناصر باغ کا دورہ

۴ ۱/۲ بجے سہ پہر حضور جماعت احمدیہ جرمنی کے مرکز ناصر باغ جو فرنکفوٹ سے ۳۰ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے تشریف لے گئے۔ یہ زمین جماعت نے ۱۹۸۵ء میں خریدی تھی۔ جماعت کی تمام بڑی تقریبات۔ اجتماعات اور جلسہ سالانہ اب ناصر باغ میں ہی ہوتے ہیں۔ حضور کی ہدایت پر اس سال کے شروع میں ناصر باغ سے ملحق زمین کا ٹکڑا بھی جماعت نے خرید لیا تھا۔ جس سے اب ناصر باغ کا کل رقبہ ۳۰ ہزار مربع میٹر ہو گیا ہے۔ ستمبر ۸۸ء میں خدام الاحمدیہ کے اجتماع کی اختتامی تقریب میں محترم امیر صاحب جرمنی نے پورے جرمنی کی مجالس سے درخواست کی تھی کہ وہ وقارِ عمل کے لئے خدام بھجوائیں چنانچہ ستمبر سے لیکر اب تک باقاعدہ منصوبہ بندی سے ناصر باغ میں وقارِ عمل کا کام جاری ہے۔ کام کی نوعیت کے پیش نظر جماعت نے ایک بلڈوزر کرایہ پر حاصل کیا ہے جس کو خدام خود چلا کر اس بلڈوزر سے استفادہ کر رہے ہیں۔ ناصر باغ میں بعض نئی تعمیرات کا جائزہ لینے اور ان کے نقشہ جات کی تیاری کے لئے حضور نے جنوری ۸۹ء میں محترم عبدالرشید صاحب آرکیٹیکٹ کو جرمنی بھجوایا تھا۔ انہوں نے اپنے تین روزہ قیام کے دوران نہ صرف ان تمام امور کا جائزہ لیا بلکہ متعلقہ سرکاری دفاتر میں جا کر تعمیراتی ضروریات اور اُن کے بعض فنی پہلوؤں پر متعلقہ افسران سے تفصیلی گفتگو بھی کی تھی اور واپس جا کر حضور کی خدمت میں رپورٹ پیش کی تھی۔ آج حضور نے بذاتِ خود ناصر باغ کا معائنہ کیا اور تعمیراتی منصوبہ سے متعلق مختلف امور کا جائزہ لیکر محترم امیر صاحب جرمنی کو ہدایات سے نوازا۔ حضور ۶ بجے شام واپس فرنکفوٹ تشریف لے آئے۔

انفرادی ملاقات

ہرچند کہ حضور کا دورہ جرمنی بہت مختصر وقت کے لئے تھا اور اس دورہ میں اجتماعی و انفرادی ملاقاتوں کا پروگرام شامل نہ تھا لیکن پھر بھی حضور کی آمد کے ساتھ ہی بہت سے احباب نے جن کو بعض نجی معاملات میں حضور کی راہنمائی درکار تھی یا وہ جن کو حضور سے ملاقات کا شرف حاصل کئے ایک عرصہ گزر چکا تھا نے خطوط کے ذریعہ ملاقات کی دیرینہ خواہش کا اظہار کیا تھا۔ حضور نے ڈاک میں اُن کے خطوط ملاحظہ فرمانے کے بعد دس احباب و خواتین کی ملاقات منظور فرمائی تھی۔ چنانچہ ناصر باغ سے واپس آکر حضور نے ان کو ملاقات کا شرف بخشا۔ ملاقاتوں کے اختتام پر حضور نے بیت النور میں مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ حضور کی اقتداء میں نماز ادا کرنے کے لئے فرنکفوٹ شہر کے علاوہ گرد و نواح کے قصبات اور شہروں سے بہت سے احمدی تشریف لائے ہوئے تھے۔

اجلاس مجلس عاملہ

نمازوں کی ادائیگی کے مابعد حضور نے محترم امیر صاحب مغربی جرمنی کی مجلس عاملہ کے اجلاس کی صدارت فرمائی اس اجلاس میں ممبران عاملہ بشمولیت جرمنی میں متعین تمام مربیان سلسلہ کے علاوہ پریس یونٹ کے انچارج مکرم امجد احمد نے بھی شرکت کی۔ اجلاس کے آغاز پر مکرم فلاح الدین خان صاحب نے تلاوتِ قرآنِ پاک کی جس کے بعد حضور نے دعا کروائی۔ اجلاس میں جن مختلف امور کے متعلق حضور نے راہنمائی فرمائی۔ اُن کا خلاصہ اپنے الفاظ میں درج ہے۔

حضور نے فرمایا "جماعت خدا کے فضل سے دنیا کے تمام ممالک میں پھیل رہی ہے اور ہر ملک کے مقامی حالات اور قوانین کے مطابق بعض جگہوں پر احباب جماعت کو مقامی جماعت کی انتظامیہ سے تصدیق یا کسی مصدقہ سرٹیفکیٹ کی ضرورت پڑتی ہے یا پھر ہمارے نکاح فارم کو ملک کی مقامی زبان میں ترجمہ کر کے اسکی تصدیق کروانی پڑتی ہے۔ میں ذاتی طور پر اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ ان کاموں کے لئے احباب جماعت سے کوئی فیس لی جائے۔ حتیٰ کہ بعض قانونی مجبوریوں کی وجہ سے مرکز میں بھی نکاح فارم کی اگر کوئی فیس لی جاتی ہے تو وہ بھی مجھے ناپسند ہے۔ جماعتیں خدا کے فضل سے بڑھ رہی ہیں اور ساتھ مضبوط بھی ہو رہی ہیں۔ اس لئے اگر ایسے امور کی انجام دہی پر کچھ خرچ کرنا پڑتا ہے تو جماعتیں باآسانی اس بوجھ کو اٹھا سکتی ہیں۔

داعی الی اللہ اور دینی امور کے بارے میں محترم امیر صاحب جرمنی مکرم ہدایت اللہ صاحب اور مکرم عبدالرحمٰن مبشر کی گفتگو سننے کے بعد حضور نے فرمایا کہ آپ کی طرف سے ان کوششوں کے باوجود جرمنی میں دعوت الی اللہ کا کام اب اس طرز پر نہیں ہو رہا جسطرح چند سال قبل نمایاں طور پر ہو رہا تھا۔ اس وقت بھی یہاں کی مقامی جماعت کی منصوبہ بندی کا دخل کم تھا۔ بلکہ میں نے مسلسل داعی الی اللہ سکیم سے متعلق خطبات کا جو سلسلہ شروع کیا تھا۔ اس کے نتیجہ میں احبابِ جماعت نے ایک جوش کے ساتھ کام شروع کیا تھا ان خطبات میں مَیں نے تفصیل کے ساتھ ایک مسلسل جاری عمل کے ساتھ دعوت الی اللہ کے طریقے اور اس کی حکمتیں بتائی تھیں۔ جن جماعتوں نے ان پر منصوبہ بندی کے ساتھ عمل کیا ہے وہ خدا کے فضل سے اب جرمنی سے بہت آگے ہیں۔

حضور نے ان ممالک کی مثال دے کر اُن ممالک کا ذکر فرمایا۔ حضور نے اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ اب دوبارہ سیکرٹری دعوت الی اللہ میرے ان خطبات کو سُنیں اور منصوبہ بندی کے ساتھ تمام جماعتوں میں اس تاکید کے ساتھ بھجوائیں کہ وہ اپنی جماعتوں میں دوستوں کو بار بار ان خطبات پر غور کرنے اور پھر ان باتوں پر عمل کرنے کی طرف توجہ دلائیں۔ آئندہ ۶ ماہ یا ایک سال تک آپ دوبارہ دعوت الی اللہ کے میدان میں پہلے کی طرح سرگرم ہو جائیں گے۔ لیکن ساتھ اس بات کا بھی خیال رکھیں کہ مقامی جماعت کا جو سیکرٹری اسطرف توجہ نہیں کرتا اور اس کی سُستی کے نتیجہ میں جماعت میں بیداری کا عمل جاری نہیں ہو رہا اس سیکرٹری کو فوری طور پر بدل دیں۔ حضور نے ایک جماعت کی مثال دے کر توجہ دلائی کہ وہاں جماعتی چندہ بہت کم وصول ہو رہا تھا۔ میں نے وہاں ہدایت کی کہ میرے وہ خطبات جو مالی قربانی سے متعلق ہیں اُن کو بار بار دوستوں کو سنایا جائے۔ چنانچہ ایسا کرنے پر وہاں کی جماعت میں بیداری پیدا ہوئی اور ان کی طرف سے اب موصول ہونے والے چندہ کو پہلے چندوں سے کوئی نسبت ہی نہیں۔

صد سالہ جشنِ تشکر کی تقریبات کے بارے میں حضور نے فرمایا کہ آپ کی رپورٹوں سے مجھے آپ کے کام اور تیاری کا اندازہ ہوتا رہتا ہے۔ اس بارے میں بعض آراء سُن کر حضور نے فرمایا "کہ تشہیر کے لئے ایڈورٹائزنگ ایجنسیاں ہمارے لئے فائدہ مند نہیں ہیں۔ یہ کمپنیاں صرف کمرشل ادارے ہیں۔ آپ سے معاہدہ کرتے وقت تو وہ یقیناً آپ کو ایسی تفاصیل بتائیں گے جن میں آپ کے لئے کشش ہو لیکن عملاً ایسا ہوتا نہیں ہے اس لئے کہ ہم ایک مذہبی جماعت ہیں اور جو بات ہم دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں اس کے لئے اخبار کا مالک یہ ضرور دیکھے گا کہ پڑھنے والے کو اس میں کتنی دلچسپی ہے۔

اخبارات اور رسائل میں مضامین چھپوانے کے لئے ضروری ہے کہ یہ اُن مقامی احمدی احباب کے لکھے ہوئے ہوں جو جماعتی انداز اور اخبار کی پالیسی کے اندازِ تحریر کو سمجھتے ہوں۔ حضور نے افریقہ کی مثال دے کر بتایا کہ افریقہ کے وہ ممالک جن میں اخبار نویس احمدیت میں داخل ہوتے ہیں وہاں کے اخبارات میں ہمارا نقطۂ نظر بہت اچھے پیرائے میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شائع ہونے لگا ہے ۔ باقی دنیا میں بھی وہ جماعتیں جن میں صحافی یا صحافت سے واقف مقامی احمدی موجود ہیں ۔ ان ہی کے ذمہ پریس یونٹ کا کام ہونا چاہیئے ۔ اس سے بہتر نتائج حاصل ہوں گے ۔ چنانچہ حضور انور نے مکرم ہدایت اللہ صاحب جمیل کو پریس یونٹ کا سیکرٹری مقرر فرمایا ۔ اور مکرم امجد احمد صاحب کو ان کا نائب مقرر فرمایا مجلسِ عاملہ کی یہ میٹنگ دو گھنٹے سے زائد دیر تک جاری رہی ۔ عاملہ کے اجلاس کے بعد حضور نے ممبرانِ عاملہ جماعت جرمنی ۔ مجلسِ عاملہ نیشنل قیادت خدام الاحمدیہ جرمنی اور مجلسِ انصار اللہ کے عہدیداران کے ساتھ تصاویر اُتروائیں ۔

روانگی

مورخہ ۱۶ فروری حضور کی واپس ہالینڈ روانگی کا دن تھا ۔ آج بھی حضور نے صبح پونے سات بجے نماز فجر بیت النور میں پڑھائی اور نماز کے بعد حسب معمول سیر کے لئے تشریف لے گئے ۔ ناشتہ سے فراغت کے بعد حضور دفتر میں تشریف لائے ۔ ۹ بجے حضور نے ان ممبراتِ لجنہ اماء اللہ کو شرف ملاقات بخشا جنہوں نے حضور کے دورہ کے دوران ڈیوٹیاں کی با احسن ادا کی تھیں ۔ اس کے بعد حضور روانگی کے لئے باہر تشریف لائے یہاں بھی حضور نے اُن خدام کو جنہوں نے قیام کے دوران ڈیوٹیاں دیں اور تمام حاضر احباب کو مصافحہ کا شرف بخشا اور پھر اجتماعی دعا کروائی ۔ دعا کے بعد ۹½ بجے صبح حضور معہ ممبرانِ قافلہ ہالینڈ جانے کے لئے فرنکفرٹ سے روانہ ہوئے ۔ راستہ میں حضور نے بیت النصر کلون میں مختصر وقت کے لئے رُک کر صد سالہ جوبلی نمائش کی تیاری کے کام کا جائزہ لیکر ہدایات سے نوازا اور پھر ہالینڈ تشریف لے گئے ۔

حضور کے فرنکفرٹ میں قیام کے دوران حضور اور ممبرانِ قافلہ کی مہمان نوازی کا کام مکرم ناصر احمد سیکرٹری ضیافت کی زیر نگرانی لجنہ اماء اللہ نے انجام دیا جبکہ حفاظت کا شعبہ نیشنل قیادت خدام الاحمدیہ جرمنی کے ذمہ تھا ۔ جنہوں نے خدام کے دو گروپ بنا کر ڈیوٹیوں کو دن اور رات میں تقسیم کیا ہوا تھا دن کی شفٹ کے انچارج مکرم رفیق اختر روزی صاحب تھے ۔ جبکہ رات شفٹ انچارج مکرم رانا سعید احمد خان صاحب تھے ۔ خدام نے انتہائی ذمہ داری اور محبت کے ساتھ اپنی ڈیوٹیاں ادا کیں ۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان تمام خواتین و احباب کو جزائے خیر عطا فرمائے ۔ جنہوں نے حضور کے قیام کے دوران خدمت کی توفیق پائی ۔

یاد رفتگاں

محترمہ محمد بی بی صاحبہ کا ذکر خیر

محترمہ نانی صاحبہ کو وفات پائے ہوئے قریباً بارہ سال کا عرصہ گزر چکا ہے جب بھی آپ کی زندگی پر غور کرتا ہوں رشک آتا ہے ۔ آپ کی زندگی نہایت سادہ اور پر وقار تھی ۔ میرے نانا جان میاں دین احمد صاحب مرحوم کے گھر پانچ بیٹیاں اور ایک بیٹا محترم اللہ رکھا صاحب پیدا ہوئے ۔ ابھی بچوں کی عمر بالکل کم تھی اور میرے نانا اللہ کو پیارے ہو گئے ۔ نانا جان کو ہم نے دیکھے نہیں ہماری والدہ صاحبہ کئی دفعہ بیان کرتی ہیں کہ جب ہمارے گھر کوئی ہماری بہن ہوتی تو بعض عورتیں زیادہ لڑکیاں ہونیکی وجہ سے افسوس کرتیں جب نانا جان کو پتہ لگتا تو ایسے لوگوں کو اپنے گھر میں داخل ہونیکی اجازت نہ دیتے کہتے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے ۔ اور بچیوں سے حد درجہ پیار کرتے ۔

بہر حال نانا جان کا ذکر تو ضمناً آ گیا خاکسار ذکر کر رہا تھا محترمہ نانی اماں صاحبہ کا ۔ آپ نے اپنی پانچوں لڑکیوں کی نہایت اعلیٰ رنگ میں پرورش کی ۔ اور میرے ماموں اللہ رکھا صاحب کی بھی ، آپ نے ہر حال میں خدا تعالیٰ کے آستانہ کو نہیں چھوڑا ۔ اچھے رنگ میں بچوں کی تربیتی باتوں کا خیال رکھا اور پانچوں بچیاں پرورش کر کے ان کی شادیاں کیں ۔ اپنے ملنے والوں اور ہمسایوں کے ساتھ نہایت ہمدردی کرنے والی خاتون تھیں ۔ ہر حال میں دعاؤں کا ورد کرتیں اور دعائیں کرتی رہتی تھیں ۔ میں نے جب بھی اپنی زندگی میں ان کو دیکھا وہ الگ چارپائی پر بیٹھ کر دعاؤں کا ورد کر رہی ہوتیں ۔ آپ ۱۹۶۵ء کی جنگ کے موقع پر ڈیریانوالہ سے ربوہ منتقل ہو گئیں ۔ آپ نے اپنی بیوگی کے باوجود وصیت کی اور نظام سلسلہ کے ساتھ پختہ پیوند لگایا ۔ آج اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے محترمہ نانی صاحبہ بہشتی مقبرہ میں مدفون ہیں ۔ دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری نانی اماں کو اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے ۔ آمین

کرامت اللہ فضل معلم وقف جدید
شادیوال ضلع گجرات

موسمِ گرما کی سبزیوں کی کاشت

سبزیاں انسانی خوراک میں ایک اہم مقام رکھتی ہیں ۔ ان میں حیاتین الف ۔ ب ۔ ج وغیرہ کافی مقدار میں پائی جاتی ہیں ۔ اس کے علاوہ ان میں معدنی نمکیات از قسم لوہا ۔ چونا ۔ فاسفورس وغیرہ بھی کافی مقدار میں پائے جاتے ہیں ۔ سبزیوں کا استعمال بیماریوں کے خلاف قوت مدافعت بڑھاتی ہیں ۔ اور نظام ہاضمہ کو درست رکھتی ہیں ۔ مٹر اور لوبیا میں پروٹین (لحمیات) پائے جاتے ہیں ۔ لہسن دل کی امراض کے لئے مفید ہے ۔ لہٰذا صحت کو برقرار رکھنے کے لئے سبزیوں کا استعمال بڑا ضروری ہے ۔ ہمارے ملک میں سبزیوں کا فی کس استعمال ۳۸ کلوگرام سالانہ ہے جبکہ ماہرین اغذیہ کے مطابق ۹۵ کلوگرام سالانہ ہونا چاہیئے ۔ اندریں حالات کوشش ہونی چاہیئے کہ سبزیوں کا استعمال زیادہ کیا جائے ۔ کاشتکاروں کو زیادہ توجہ دینی چاہیئے ۔ ہر گھر میں موسم کے مطابق سبزیاں کاشت کرنی چاہیئں ۔ صحن میں کسی کونے میں چھوٹا پلاٹ بنا لیا جائے ۔ گملوں میں بھی سبزیاں اگائی جا سکتی ہیں ۔

موسم گرما کی سبزیوں کی کاشت کا موسم شروع ہو چکا ہے ۔ لہٰذا توجہ کرنی چاہیئے ۔ اور جس قدر ممکن ہو سکے فائدہ اٹھانا چاہیئے ۔ اگر کاشتکار توجہ فرمائیں اور محنت سے کام لیں تو ان کی آمد میں بہت اضافہ ہو سکتا ہے ۔ آج کل کریلا ۔ گھیا کدو ۔ چپن کدو ۔ کھیرے ۔ تر ۔ سرخ مرچ ۔ ٹینڈے ۔ خربوزے ۔ تربوز ۔ بھنڈی توری وغیرہ کاشت کی جائیں ۔ گھریلو استعمال کے لئے کاشت کرنے کے لئے بیج کے پیکٹ نظارت زراعت سے مل سکتے ہیں ۔ دیگر احباب اپنے اپنے علاقہ کے محکمہ زراعت کے عملہ سے حاصل کریں ۔

مزید معلومات کے لئے عملہ محکمہ زراعت یا نظارت زراعت سے رابطہ قائم کریں ۔ اللہ تبارک تعالیٰ آپ کی مساعی میں برکت عطا فرمائے ۔

مرسلہ
نظارت زراعت

بقیہ شذرات

دفعہ اس خواہش کا اظہار فرما چکے ہیں ۔ کہ ہماری جماعت کو صحیح خطوط پر آگے بڑھنے کے لئے سائنس دانوں کی بھی ضرورت ہے چنانچہ سائنس کے طلباء کی حضور خاص طور پر حوصلہ افزائی فرماتے ہیں ۔

احمدی طلباء کو یہ جان لینا چاہیئے کہ کل ہمارا ہے ہم نے دنیا کو زندگی کے ہر شعبے میں رہنمائی دینے کا فریضہ سرانجام دینا ہے ۔ خدا کرے کہ ہم سائنس کے میدان میں اتنا آگے نکل جائیں کہ اس طرف توجہ دینے کے لئے ساری دنیا ہماری طرف دیکھے

ولادت

میرے بیٹے عزیزم محمد موسیٰ رضا کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ۲ مارچ ۱۹۸۹ء کو تین بیٹوں کے بعد پہلی بیٹی سے نوازا ہے ۔ جس کا نام بلینش نایاب تجویز کیا گیا ہے ۔ عزیزہ حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے فرمان کے مطابق "وقفِ نو" میں شامل ہے ۔ احباب کرام سے درخواست ہے کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ عزیزہ کو صحیح رنگ میں دین کی خدمت گذار اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے ۔ آمین

چوہدری محمد یوسف مکان نمبر ۵/۱۱
دار الرحمت وسطی نمبر ۲ ربوہ

کیا ہمیں معلوم ہے کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے بعض باتوں کے متعلق فرمایا کہ جو یہ کرے گا مری جماعت میں شمار نہیں ہو گا ۔ کیا ہم جانتے ہیں کہ وہ کیا باتیں ہیں ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آجکل کا معیارِ تعلیم

پروفیسر بشارت الرحمٰن ۔ جامعہ احمدیہ ربوہ

اس موضوع پر آجکل الفضل میں اور دیگر اخبارات میں بھی بعض ماہرینِ تعلیم کے رشحاتِ قلم شائع ہو رہے ہیں۔ خاکسار بوجوہ اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتا۔ ہاں صرف اتنی گذارش کرتا ہوں کہ ترقی کی گنجائش تو ہر وقت اور ہر امر میں ہی ہوتی ہے۔ موجودہ معیارِ تعلیم کو یقیناً کئی گنا بلند سے بلند کیا جا سکتا ہے اگر اساتذہ اپنی تعلیم میں مزید جِلا پیدا کریں اور شاگرد صحیح معنوں میں طالب علم بنیں یا بہتر طالب علم بنیں۔

ہر علم والے کے اوپر ایک علیم و خبیر ہستی موجود ہے۔ جوں جوں انسان اس علیم و خبیر ہستی سے اپنے کام میں استمداد کرتا چلا جاتا ہے اور اس علی الکبیر کی صفت علیم کا کچھ پرتو عاجزانہ دعاؤں اور سچی کوشش کے ذریعہ اپنے اوپر وارد کرتا چلا جاتا ہے۔ علم سکھانے کی نئی سے نئی راہیں اس پر کھلتی چلی جاتی ہیں۔ ایسے اساتذہ کیلئے تعلیم کا کام ایک جذبہ بنتا چلا جاتا ہے اور اس کام میں انہیں اس خوشی اور لذت سے کہیں بڑھ کر لذت اور راحت حاصل ہوتی ہے جو ایک ٹیوشن کرنے والے استاد کو ٹیوشن کی رقوم سے اپنی تجوری بھرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ ایسے اساتذہ تو درحقیقت ٹیوشن کرنے سے حتی الوسع کنی کتراتے ہیں اور اپنے کام اور فن کی قیمت اس طبعی لذت اور راحت کی صورت میں ہی حاصل کرتے ہیں۔ جو انہیں اپنے کام میں حاصل ہوتی ہے۔

خاکسار کو ذاتی طور پر قادیان دارالامان میں تعلیم الاسلام ہائی سکول میں ایسے ہی اساتذہ سے واسطہ رہا۔ جو ایک لگن اور جذبہ کے ساتھ رات دن ایک کر کے ہمیں اپنے علم سے مستفیض کیا کرتے تھے۔ ہمارے لئے دعائیں بھی کرتے تھے۔ اس قدر دعائیں کرتے تھے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہمارے نتائج سے بھی بعض دفعہ آگاہ کر دیئے جاتے تھے۔ اسکی مثال میں انشاء اللہ ذرا آگے چل کر پیش کروں گا۔ پہلے رات دن ایک کر کے ایک جذبہ اور لگن سے پڑھانے کی مثال پیش کرتا ہوں۔ حضرت استاذی المکرم میاں محمد ابراہیم صاحب محلہ دارالعلوم غربی ربوہ (اللہ تعالیٰ انہیں صحت و عافیت کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے آمین) ہمارے ایسے ہی اساتذہ میں سے تھے اکثر بیشتر بغیر کسی معاوضے کے سکول ٹائم کے بعد گھر پر مختلف گروپوں کی صورت میں طلبہ کو خود بلا کر پڑھاتے تھے۔ پڑھنا پڑھانا انکی زندگی کا شغف تھا۔ نصاب کے بعض حصے ساری کلاس کو مغرب یا عشاء کے اوقات میں بجلی کے قمقموں میں پڑھایا کرتے۔ دسویں کلاس میں ہماری کلاس کو ایک انگریزی نصاب کی کتاب MAN THE TOILER AND INVENTOR انہوں نے رات کو ہی پڑھائی تھی۔ میرے اس وقت کے کلاس فیلوز کو خوب یاد ہو گا کہ کس لطف سے وہ پڑھاتے تھے اور کس لطف سے ہم پڑھتے تھے۔ مثال کے طور پر لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) مکرم و محترم جناب ملک عبد العلی صاحب (چونڈہ کی ٹینکوں کی جنگ کے ہیرو) میرے آٹھویں۔ نویں۔ دسویں کے کلاس فیلو ہیں۔ انہیں بھی خوب یاد ہو گا کہ کس دھن سے ہمارے اساتذہ ہمیں پڑھایا کرتے تھے اور کس دھن سے ہم پڑھا کرتے تھے۔ خاکسار نے جب دسویں جماعت کا امتحان (میٹریکولیشن) دیا تو اس کتاب MAN THE TOILER AND INVENTOR کے بارے میں پرچے میں سوال کو دیکھ کر خوشی سے ہوش و حواس گم کر بیٹھا۔ قلم اٹھائی اور جواب لکھنا شروع کیا نہایت خوشخط۔ کاتبوں کی طرح۔ گویا کہ میں امتحان کا پرچہ نہیں دے رہا تھا بلکہ کسی فن کاری کا نمونہ پیش کر رہا تھا۔ اپنی حد سے بڑھی ہوئی خوشی میں اس امتحانی ہدایات کو بھول گیا کہ پرچہ کاغذ کے صرف ایک طرف لکھنا ہے۔ دونوں طرف لکھتا رہا۔ نصف ٹائم گزرنے کے بعد میاں محمد ابراہیم جو امتحان کے نگرانوں میں سے تھے۔ اغلباً ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ تھے کی نظر میرے پرچہ پر پڑ گئی۔ بس اپنے شاگرد ہونے کے ناطے مجھ پر جھاڑوں کی بوچھاڑ برسا دی اور حکم دیا کہ فوراً نئے کاغذوں پر پائی پائی پرچہ نقل کرو۔ فرمانبردار شاگرد نے فوراً تعمیل کی مگر اب کاتبوں کی طرح نہ لکھ سکا۔ اگر ابتداء سے ہی ایسا کرتا اور میٹرک کے نتیجہ میں ۷۱۱/۸۵۰ میں سے میرے تین مارک بھی زیادہ ہوتے تو میں پنجاب یونیورسٹی میں بجائے پانچویں نمبر پر ہونے کے تیسرے نمبر پر ہوتا۔ ویسے ۷۱۱ مارکس کے ساتھ بھی ۱۹۳۷ء کے پنجاب یونیورسٹی کے امتحان میٹریکولیشن میں مسلمان طلبہ میں سے فرسٹ ہی تھا۔ یہ تھیں ہمارے استاد کی نوازش۔ پڑھانے میں بھی اور جھاڑ دلانے میں بھی۔

اب سنیئے ایک دعائیں کرنے والے استاد کی مثال۔ مکرم و محترم صوفی غلام محمد صاحب ... (ناظر خرچ و ناظر اعلیٰ ثانی) دسویں جماعت میں ہمارے ریاضی کے استاد تھے۔ میرے متعلق میرے بعض کلاس فیلوز مثلاً جنرل ملک عبد العلی صاحب وغیرہ نے خواہ مخواہ مشہور کر رکھا تھا کہ میں نے اس دفعہ یونیورسٹی کا ریکارڈ توڑنا ہے۔ اور اڑتے اڑتے یہ افواہ ڈی۔ اے۔ وی (آریہ) سکول قادیان کے طلبہ تک بھی پہنچ چکی تھی۔ خاکسار عصر کے بعد قادیان جانب غرب پرانی عیدگاہ میں جا کر خلوت میں پڑھا کرتا تھا۔ عیدگاہ کے غربی جانب ایک مندر سا تھا جہاں ڈی۔ اے۔ وی سکول کے دسویں کے طلبہ آ کر پڑھا کرتے تھے۔ ایکدن انہوں نے ادھر جھانکا تو مجھے دیکھا۔ مجھے دیکھ کر وہ ہندو آریہ طلبہ ادھر آ گئے اور پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ کیا نام ہے؟ جب میں نے اپنا نام۔ بشارت بتایا تو وہ اچھل پڑے۔ اچھا تو آپ ٹی آئی سکول کے وہ طالب علم ہیں جس نے اس دفعہ ریکارڈ بیٹ (BEAT) کرنا ہے۔ میں نے فوراً اس کا ردّ کیا کہ یہ خبر "کسی دشمن نے اڑائی ہو گی" مگر وہ طلبہ کہنے لگے کہ ہمیں چند سوال سمجھائیں جو حل نہیں ہو رہے۔ الجبرے کے بعض سوالات انہوں نے میرے سامنے رکھے۔ خاکسار نے اس ٹائپ کے سوال کبھی خواب میں بھی حل نہیں کئے تھے۔ ناچار اِدھر اُدھر کے عذرات پیش کر کے اِن طلبہ سے گلو خلاصی کرائی اور سیدھا اپنے استاد صوفی غلام محمد صاحب کے پاس آیا۔ اور رونی صورت بنا کر کہا کہ آریہ سکول کے تو عام طلبہ الجبرے کی "مساوات میں" ایسی ٹائپ کے سوالات حل کرتے ہیں جن سے ہم تو قطعاً روشناس بھی نہیں اب کیا ہو گا؟۔

مکرم صوفی صاحب نے کچھ غصّے کی صورت بنا کر میری طرف دیکھا اور فرمایا "تمہیں اس قسم کی مشکل ٹائپ کے سوالات میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ جہاں تک تمہارے نتیجہ کا تعلق ہے۔ خدا نے وہ مجھے بتا دیا ہوا ہے"۔ خاکسار بہت خوش ہوا۔ میٹرک کا نتیجہ ہوا۔ میرا ریاضی کا پرچہ ۱۹۹/۲۰۰ مارکس درست ہوا۔ مشکل سوالات حل کرنے والے ہندو طلبہ کا کسی کا ۱۴۰ اور کسی کا ۱۵۰ کا ٹھیک تھا۔ خدا کی بات پوری ہوئی۔ خاکسار تمام پنجاب یونیورسٹی میں (جس کا اس وقت کا حلقہ پشاور سے لے کر دہلی تک تھا) پانچویں نمبر پر اور مسلمانوں میں اوّل نکلا۔ اس سال میٹرک کا نیا ریکارڈ قائم ہوا۔ جو ہمارے دو سال بعد جماعت احمدیہ کے مایہ ناز سپوت نوبل انعام یافتہ محترم ڈاکٹر عبد السلام نے ہی توڑا۔ ہمارا دسویں کا نتیجہ کیا نکلا کہ قادیان میں ہر طرف میری طرف انگشت نمائی ہونے لگی۔ میرے اساتذہ کس قدر خوش ہوئے اسکا حال تو اب میاں محمد ابراہیم صاحب ہی بتا سکتے ہیں۔ مکرم راجہ محمد اسلم صاحب نے ایک رباعی بھی لکھی۔

رباعی کی تقریب یہ پیش آئی کہ لاہور کے آریہ اخبار ملاپ پرتاپ وغیرہ نے میٹرک کے امتحان میں پہلے نمبروں میں آنے والے بیس پچیس طلبہ کے نام شائع کئے جو سب ہندو تھے حالانکہ خاکسار پانچویں نمبر پر تھا۔ خاکسار کا نام وہ چھوڑ گئے۔ اس پر روزنامہ الفضل قادیان نے ایک سخت نوٹ لکھا۔

اب خاکسار اس بارہ میں کچھ کہنا چاہتا ہے کہ طلبہ اور اساتذہ اپنے کام کا معیار کیسے بلند کریں؟

جہاں تک طلبہ کا تعلق ہے انکے لئے خاکسار نے "حصولِ علم کی راہیں" کے عنوان سے الفضل میں چار قسطوں میں ۱۹۸۱ء میں ایک مضمون لکھا تھا جو جون۔ جولائی اور ستمبر ۱۹۸۱ء میں الفضل میں شائع ہوا تھا۔ جن طلباء کو طلب جستجو اور راہنمائی کی خواہش ہو گی وہ کسی لائبریری میں جا کر الفضل کے ۱۹۸۱ء کے فائلوں کا مطالعہ کر کے اس مضمون کو ضرور پڑھیں گے۔ یہ مضمون خاکسار کی تعلیم الاسلام کالج میں تعلیم و تدریس کے تجربات کا خلاصہ ہے۔ (۱۹۴۴ء تا ۱۹۷۴ء) اس میں حصول علم کی چھ راہیں بتائی گئی ہیں۔ مضمون کی اشاعت پر پنجاب یونیورسٹی کے ایک پروفیسر صاحب نے مجھے خط لکھا کہ آپ نے عمدہ اور مفید مضمون لکھا ہے مگر عربی شعر میں دست درازی کی ہے۔ اصل شعر یہ ہے۔

اَلَا لَا تَنَالُ الْعِلْمَ اِلَّا بِسِتَّۃٍ ۔ آپ نے اَلَا کی بجائے اُخَیّ لکھا ہے۔ جو درست نہیں۔ خاکسار نے انہیں جواباً لکھا کہ ایسا سہواً ہوا ہے۔ تاہم اس تبدیلی سے شعر کے وزن میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی یہ شعر یا دو اشعار بحرِ طویل میں ہیں فعولن۔ مفاعیلن۔ فعولن مفاعلن۔ اَلَا ہو یا اُخَیّ ہو۔ فرق نہیں پڑتا۔ تو جہاں تک طلبہ کا تعلق ہے وہ اگر خاکسار کے مضمون کے مندرجات پر عمل کریں اپنے معیارِ حصولِ علم کو بہت اونچا کر سکتے ہیں۔ خود خاکسار نے ایم۔ اے عربی کی تیاری صرف ڈیڑھ دو ماہ میں کی تھی اور پنجاب یونیورسٹی میں I کلاس اور سیکنڈ پوزیشن حاصل کی تھی۔ عربی ایم اے کے امتحان کی تیاری سے قبل خاکسار ایک مقابلے کے امتحان میں مصروف رہا تھا۔ مگر چونکہ جتنی پڑھائی کی وہ بعض سائنٹفک اصولوں پر مبنی اور ایک معیّن (PLAN) تدبیر اور منصوبہ بنا کر کی تھی اس لئے نتیجہ اچھا نکلا۔

اس وقت بھی مجھے اپنے طلبہ سے یہ شکوہ رہتا ہے کہ وہ ایک معیّن سکیم بنا کر پڑھائی نہیں کرتے۔ ایم۔ اے کے دو سال خاکسار نے گورنمنٹ کالج لاہور کے نیو ہاسٹل میں گزارے تھے۔ خاکسار V ایئر میں تھا۔ مکرم ڈاکٹر عبد السلام صاحب (نوبل انعام یافتہ) III ایئر میں تھے۔ اور ہم دونوں ہاسٹل میں میرے کمرہ میں نماز باجماعت پڑھا کرتے تھے۔ ان دنوں مجھے ڈاکٹر عبد السلام صاحب سے بھی یہ شکوہ رہتا تھا کہ وہ ہاسٹل میں آ کر ایک معیّن سکیم کے تحت کیوں نہیں پڑھائی کرتے۔ اور میں نے انہیں کہا کہ دسمبر ٹسٹ کا آپکا نتیجہ اچھا نہیں رہے گا۔ تو حضرت صاحب کیا کہیں گے؟ خیر دسمبر ٹسٹ ہوا۔ نتیجہ آیا تو مکرم عبد السلام صاحب کا نتیجہ ہاتھ میں لئے دوڑتے ہوئے آئے۔ بشارت صاحب! دیکھیں میرا نتیجہ! میں نے دیکھا تو حیران رہ گیا۔ تمام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مضامین میں قریباً ۱۰۰ از مارکس تھے۔ اس وقت مجھے پہلی بار احساس ہوا کہ یہ نوجوان GENIUS ہے۔ جو دنیا میں سالہا سال بعد پیدا ہوتے ہیں۔ ان دنوں میں نے اپنے ایک ہندو دوست سے جو اکنامکس کا ایم۔ اے کر رہے تھے پوچھا کہ امتحان کی تیاری کے سلسلہ میں آپکی کیا سکیم ہوتی ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم نے اگر دو سال کے بعد کوئی امتحان دینا ہو تو پہلے سال ہم پاگلوں کی طرح محنت کرتے ہیں اگلے چھ ماہ میں نیم پاگلوں کی طرح اور آخری چھ ماہ میں عقلمندوں کی طرح۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ تحصیل علم کے معیار کو بعض معیّن اصولوں کے ذریعہ ایک سکیم کے تحت کام کرنے سے بہت ہی اونچا کیا جا سکتا ہے۔

اب میں اساتذہ کی طرف آتا ہوں۔ اپنی طرف سے کچھ کہنا شاید مناسب نہ ہو۔ اس لئے خاکسار ایک عظیم ماہرِ تعلیم کی روایت بیان کر دیتا ہے جو پہلے جامعہ احمدیہ قادیان کے پرنسپل تھے۔ پھر ۱۹۴۴ء سے ۱۹۶۵ء تک تعلیم الاسلام کالج کے پرنسپل رہے پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک عظیم روحانی منصب پر فائز کیا۔ میری مراد حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب قدرت ثانیہ کے تیسرے مظہر سے ہے۔ ۱۹۴۴ء میں تعلیم الاسلام کالج قادیان میں شروع ہوا۔ کالج یونین کے عہدیداران نے جناب پرنسپل صاحب سے درخواست کی کہ کالج یونین کا افتتاح آپ کریں۔ اس درخواست کو منظور کر لیا گیا۔ طلبہ نے پرنسپل صاحب سے پوچھا کہ آپکی افتتاحی تقریر کا عنوان یا موضوع کیا ہوگا؟ تو آپ نے فرمایا کہ "حسن اور عشق"۔ بس پھر کیا تھا۔ سارے قادیان میں یہ خبر پھیل گئی کہ آج شام میاں ناصر احمد صاحب "حسن اور عشق" کے عنوان پر تقریر کریں گے۔ تقریر کے وقت کالج کا ہال نوجوانوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے صرف دس پندرہ منٹ کیلئے مختصر سی تقریر کی۔ آپ نے فرمایا کہ عنوانِ تقریر میں جو دو کلمات ہیں حسن اور عشق یہ دو علامتی کلمات (SYMBOLS) ہیں۔ "حسن" سے مراد طالب علم اور "عشق" سے مراد استاد ہے۔ تقریر کا خلاصہ یہ تھا کہ ہر طالب علم میں اللہ تعالیٰ نے بعض محاسن چھپائے ہوتے ہیں ایک والہانہ کوشش اور عاشقانہ جذبے کے ساتھ استاد کا فرض ہے کہ ان مخفی گوہروں کو ظاہر کریں اور بروئے کار لائیں۔ اور جب تک اساتذہ والہانہ انداز میں سرگرم عمل نہ ہوں وہ ایسا نہیں کر سکتے۔ پس ہم لوگ جو اساتذہ کہلاتے ہیں اگر اس مذکورہ جذبے کے ساتھ کام کریں اور ساتھ ہی ساتھ اپنے شاگردوں کیلئے دعائیں بھی کریں تو اللہ تعالیٰ خود ہمارے معیارِ تعلیم و تدریس کو اونچا کرنے کے ذرائع ہمارے دل میں ڈالتا چلا جائے گا۔ پس اک عزم بالجزم اور عاجزانہ دعا کا اشتراک ضروری ہے خاکسار اس امر کی بعض مثالیں بھی پیش کر سکتا ہے۔

شذرات

آپ کے ایک دوست عیادت کرنے کیلئے اور واپس جا کر انہوں نے اپنے بھائی سے کہا "وہ تو کافی بیمار ہیں" آپ سمجھ گئے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ (یعنی آپ) بہت بیمار ہیں۔ بات تو سمجھ میں آگئی۔ لیکن کہی غلط طریق سے گئی تھی۔ کافی کے معنی زیادہ یا بہت نہیں ہوتے۔ بلکہ اس کے معنی ہوتے ہیں اتنے کہ جس سے آپ کو تسلّی ہو سکے۔ کافی کا لفظ کفائت کے ساتھ رکھ کر دیکھئے گا۔ پھر آسانی سے سمجھ آجائے گی ہم کہتے ہیں بس اتنی سی چیز ہمیں کفائت کر جائے گی۔ یا اتنی سی چیز کافی ہے۔ اگر ہم بیمار کے متعلق کہیں کہ وہ کافی بیمار ہیں تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ وہ اتنے بیمار ہیں جس سے ہماری تسلّی ہوگئی ہے۔ اور ایسی بات کون کہتا ہے۔

اس ساری تحریر کا مطلب یہ ہے کہ آپ لفظ کافی کا صحیح استعمال کریں۔

ایک شخص میرے ممنون تھے (اگرچہ ممنون ہونے والی کوئی ایسی بات تو نہ تھی) کہنے لگے آپکی کرم نوازی ہے۔ بعض اچھے اچھے لکھاری بھی "کرم نوازی" کی ترکیب استعمال کر جاتے ہیں۔ اس ترکیب کا تجزیہ کیا جائے تو اس کا مطلب ہے آپ نے کرم کو نوازا ہے۔ کرم کو بھلا کیا نوازنا ہے۔ نوازا تو ہے اس شخص کو جو یہ بات کہہ رہا ہے دراصل اس شخص کو کہنا یہ چاہیئے تھا کہ آپکی بندہ نوازی ہے۔ یعنی آپ نے اس بندے پر شفقت کی ہے۔

آپ "کرم نوازی" کی بجائے بندہ نوازی کہا کریں۔

ووٹنگ ہو رہی تھی ایک شخص نے ۱۰۰ میں سے ۹۹ ووٹ لئے۔ تو اس کے ایک دوست کہنے لگے کہ وہ قریباً متفقہ طور پر منتخب ہوئے ہیں۔ بات تو سمجھ میں آجاتی ہے۔ بات کا اظہار غلط طریق سے ہوا متفقہ طور پر تو جب کہا جا سکتا جب ۱۰۰ میں سے ۱۰۰ ووٹ لئے ہوتے۔ اسکے دوست یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ بھاری اکثریت یا بہت بھاری اکثریت سے کامیاب ہوئے ہیں۔ آپ فرق سمجھے "متفقہ طور پر" کے الفاظ صرف اس وقت استعمال کئے جا سکتے ہیں جب کوئی ووٹ بھی کسی اور کو نہ ملے۔ ورنہ تو اگر ایک ووٹ بھی کسی اور کو ملے تو بھاری اکثریت کہنا ہی درست

مگر مضمون بہت ہی لمبا ہو جائے گا۔ اسی پر اکتفاء کرتا ہوں۔

وَآخِرُ کَلِمِنَا حَمْدٌ وَّشُکْرٌ
لِرَبٍّ مُحْسِنٍ ذِی الْاِمْتِنَانِ

ہو سکتا ہے۔

اسی طرح جب ایک شخص سے پوچھا گیا کہ آپ کو اس بات سے اتفاق ہے تو چونکہ انہیں خاصی حد تک اتفاق تھا انہوں نے جواب دیا کہ ہاں مجھے کم و بیش کلی اتفاق ہے۔ اس میں بھی ایک سقم ہے۔ اور وہ یہ کہ کلی اتفاق کے کم و بیش ہونے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کم و بیش کا تو مطلب ہے کہ "اتفاق" سے کسی قدر کم یا زیادہ اور اگر کم ہے تو کلی اتفاق کا کیا مطلب۔ یا تو یہ کہنا چاہیئے تھا کہ کم و بیش اتفاق ہے۔ یا یہ کہنا چاہیئے تھا کہ کلی اتفاق ہے۔ "کم و بیش" اور "کلی" کو اکٹھا کرنے سے بات نہیں بنتی۔

اسی طرح ایک شخص نے کوئی بات کی تو اس سے پوچھا گیا کہ آپکو اس بات پر یقین ہے کہ یہ بات اسی طرح درست ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ شاید یقین ہے۔ شاید تو خود ہی یقین کے لفظ کی تردید کرنے والا ہے۔ پھر کوئی یہ کیسے کہہ سکتا ہے کہ شاید یقین ہے۔

باتیں تو شاید یہ معمولی ہیں لیکن جو لوگ درست زبان بولنے اور سننے کے عادی ہیں (اور ہم سب کو کوشش کرنی چاہیئے کہ درست زبان ہی بولیں اور درست زبان ہی سنیں) ان سے ہمیں سبق لینا چاہیئے۔

پانچ فروری کو اخبارات نے یہ خبر شائع کرے کہ پاکستان نے زمین سے زمین تک مار کرنے والے میزائل کا کامیاب تجربہ کیا ہے۔ اہالیان پاکستان کو ایک بہت بڑی خوشی فراہم کی یہ میزائل ۸۰ کلومیٹر سے ۳۰۰ کلومیٹر تک مار کر سکتے ہیں اور ۵۰۰ کلوگرام وزن کا مادہ اٹھانے کی ان میں اہلیت ہے۔

اسکے ہفتہ عشرہ بعد ایسی ہی ایک اور خبر سنائی گئی۔ کہ لیزر رینج معلوم کرنے والے آلے بھی فوج کے سپرد کئے گئے ہیں۔ یہ سب کچھ کہوٹہ پلانٹ میں تیار کیا گیا ہے۔ اور کہوٹہ پلانٹ کے منتظم اعلیٰ ڈاکٹر عبدالقدیر خان ہیں آپ کو یاد ہو گا کہ ہالینڈ نے عبدالقدیر خان کے خلاف مقدمہ دائر کیا تھا کہ یہ ہمارے راز چرا کر لے گئے ہیں۔ اسی طرح گذشتہ دنوں پنڈی کے ایک انگریزی اخبار کے ایڈیٹر کے ذریعے ہندوستان کے ایک صحافی نے عبدالقدیر خان کا ایک انٹرویو بھارتی اخبارات میں شائع کیا تھا۔ جس کے نتیجے میں جو بحث پاکستان میں چھڑی اسکے سبب مسلم کے ایڈیٹر مستعفی ہو گئے۔

ڈاکٹر عبدالقدیر خان ۱۹۳۶ء میں بھوپال جو اب ہندوستان کا حصہ ہے میں پیدا ہوئے تھے اور ۱۹۵۲ء میں پاکستان آئے کراچی یونیورسٹی سے بی۔ ایس۔ سی کرنے کے بعد وہ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے یورپ چلے گئے دو سال تک انہوں نے مغربی برلن کی ایک یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کی اور اس کے بعد ایم۔ ایس کرنے کیلئے وہ ایک اور یونیورسٹی میں داخل ہوئے۔ P.H.D انہوں نے یونیورسٹی آف لافن) بلجیم سے فزیکل میٹالرجی PHYSICAL METALLURGY میں کی ۱۹۷۲ء میں انہوں نے ہالینڈ کی ایک فرم میں مشاورتی ملازمت کر لی۔ دراصل یہ کمپنی ایک اور بڑی کمپنی جسکا نام "یورے کو" ہے اس کی شاخ تھی اور "یورے کو" کو برطانیہ مغربی جرمنی اور ہالینڈ کی حکومت چلاتے تھے۔ اس وقت ہالینڈ میں یورینیم کی طاقت میں اضافے کے پلانٹ پر بڑی گرم جوشی سے کام ہو رہا تھا ڈاکٹر عبدالقدیر خان نے اس کے مشیر کے طور پر کام کیا اور ان کی بہت سی مشکلات کے حل کرنے میں مدد دی۔ یہی وہ وقت ہے جب سے انہیں یورینیم کی طاقت کے اضافے کی طرف زیادہ توجہ پیدا ہوئی اور اسی تجربہ کی بنا پر انہوں نے پاکستان میں کہوٹہ کے مقام پر اپنی تحقیقاتی کوششیں شروع کیں۔

کہوٹہ پلانٹ اب ڈاکٹر عبدالقدیر خان ریسرچ لیبارٹریز کے نام سے موسوم ہے۔ اور کہتے ہیں کہ شائد یہ واحد ایسے سائنسدان ہیں جو ایسی لیبارٹری میں کام کرتے ہیں جس کا نام انہی کے نام پر رکھا گیا ہے۔ حکومت کے ہاں انہیں خاصی پذیرائی حاصل ہے۔ ڈاکٹر عبدالقدیر خان سائنس دان ہونے کے علاوہ متعدد زبانوں کے ماہر بھی ہیں وہ انگریزی اور اردو کے علاوہ ڈچ۔ جرمن۔ اور فرنچ زبانیں بھی جانتے ہیں۔

ایسے اشخاص کا ذکر بذاتِ خود بھی دلچسپ ہوتا ہے لیکن اس ذکر سے حقیقی معنوں میں جو فائدہ حاصل کیا جانا چاہیئے وہ یہ ہے کہ اگر ایک شخص نے یہ کچھ حاصل کر لیا ہے تو دوسرا شخص بھی یقیناً ایسا کر سکتا ہے ہمارے نوجوان سائنس دانوں کو اس طرف خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ قدرت ثانیہ کے تیسرے مظہر نے متعدد بار جماعت کو اس طرف توجہ دلائی تھی کہ ہمیں ایک ڈاکٹر عبدالسلام نہیں بلکہ ہزاروں ڈاکٹر سلام چاہئیں اور حضور کے ان ارشادات کے نتیجے میں جماعت کے بہت سے نوجوانوں نے سائنس کی طرف توجہ دینی شروع کر دی۔ موجودہ امام جماعت (اللہ تعالیٰ انہیں لمبی عمر سے نوازے اور ان کی تمام کوششوں کے بہترین نتائج مترتب فرمائے) بھی کئی

باقی صفحہ ۵ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محترم چوہدری اللہ بخش صاحب صادق سابق زعیم اعلیٰ

مجلس انصار اللہ ربوہ کے اعزاز میں

الوداعی تقریب

مجلس انصار اللہ ربوہ کی طرف سے مورخہ ۵ فروری ۱۹۸۹ء کو ایک الوداعی تقریب محترم چوہدری اللہ بخش صاحب صادق سابق زعیم اعلیٰ انصار اللہ ربوہ کے اعزاز میں منعقد ہوئی۔ اس تقریب میں انصار اللہ ربوہ کی مجلس عاملہ کے ممبران ۔ جملہ مجالس کے زعماء کرام اور بلاک لیڈرز شامل ہوئے ۔ محترم چوہدری حمید اللہ صاحب صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ اور بعض قائدین کے علاوہ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے بھی شرکت فرمائی ۔

انصار اللہ کا عہد دہرانے کے بعد مہمان خصوصی کی خدمت میں مجلس انصار اللہ ربوہ کی طرف سے منتظم عمومی انصار اللہ ربوہ نے سپاسنامہ پیش کیا اور محترم چوہدری اللہ بخش صاحب صادق نے مجلس انصار اللہ ربوہ کو منظم ، مضبوط اور فعال بنانے میں نیز مجلس انصار اللہ ربوہ کے لئے ایک دو منزلہ شاندار عمارت کی تعمیر کے سلسلہ میں جو مساعی کیں اس کو خراج عقیدت پیش کیا محترم اللہ بخش صاحب صادق کی زیر قیادت مجلس انصار اللہ ربوہ کو سال ۱۹۸۷ء میں علم انعامی بھی حاصل کرنے کی توفیق ملی۔

اس کے بعد محترم چوہدری اللہ بخش صاحب صادق نے سپاسنامہ کے جواب میں مجلس انصار اللہ ربوہ کا شکریہ ادا کیا اور بعض مفید تجاویز پیش کیں ۔ اور مجلس کے لئے نیک تمناؤں کا اظہار کیا۔

مجلس انصار اللہ ربوہ کی طرف سے آپ کی خدمت میں اس موقع پر قرآن کریم کا تحفہ پیش کیا گیا۔

آخر میں محترم صدر صاحب انصار اللہ مرکزیہ نے اپنی نصائح سے انصار احباب کو نوازا ۔ خصوصاً صف دوم کے انصار کو سائیکل رکھیں ۔ خدمت خلق اور وقار عمل جیسے اہم کاموں کی طرف توجہ دلائی ۔ اور فرمایا کہ مجلس انصار اللہ ربوہ پرانی روایات کو قائم رکھتے ہوئے آگے قدم بڑھانے کی کوشش کرے ۔ دعا پر یہ تقریب ختم ہوئی ۔ جو محترم صدر صاحب انصار اللہ مرکزیہ نے کرائی ۔ اس کے بعد تمام حاضرین کی خدمت میں عشائیہ پیش کیا گیا۔ اب زعیم اعلیٰ انصار اللہ ربوہ کے فرائض محترم مولانا محمد صدیق صاحب شاہد گورداسپوری سرانجام دے رہے ہیں ۔

آپکے سر کے بال قدرت کا انمول عطیہ ہیں ان کی حفاظت کیجئے

اگر آپکے بال ایک دفعہ ضائع ہو گئے تو دوبارہ حاصل نہیں ہوں گے ۔ لہٰذا سکری اور گرتے بالوں کا شافی علاج کرنے اور ان کی قدرتی خوبصورتی کو قائم رکھنے اور اُن کی نشوونما کے لئے جڑی بوٹیوں سے تیار کردہ "فلورا شیمپوز" کا استعمال کیجئے جو بفضلہ تعالیٰ بالوں کی جملہ امراض کا علاج ہے اور ہر قسم کے کیمیکلز کے مضر اثرات سے پاک ہے ۔

آزمائش کیجئے : فلورا شیمپوز پوسٹ بکس ۴۱ ربوہ

PILES Course بواسیر کورس

قیمت فی کورس ۴۰/- ڈاک خرچ علاوہ ۔ لٹریچر ۳/- کے ڈاک ٹکٹ بھجوا کر منگوائیں

کیور ٹو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ ربوہ فون : ۶۰۶/۷۷۱

خبریں

:- تنظیم آزادی فلسطین کے رہنما جناب یاسر عرفات نے کہا کہ میں اپنی بہن بے نظیر بھٹو کے ساتھ بیت القدس میں نماز شکرانہ ادا کروں گا۔ انہوں نے کہا کہ فلسطینی عوام کے لئے بھٹو شہید کی خدمات کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ جناب یاسر عرفات کی اسلام آباد میں آمد پر ان کا والہانہ استقبال کیا گیا۔ جناب یاسر عرفات نے اسلام آباد میں فلسطینی سفارت خانہ کا سنگ بنیاد بھی رکھا۔ اس سے قبل فلسطینی رہنما جب کراچی پہنچے تو وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو اور دیگر اعلیٰ حکام نے ان کا استقبال کیا۔

★ ویسٹ انڈیز نے پہلے ایک روزہ میچ میں بھارت کو ۵۰ رنز سے ہرا دیا۔ ویسٹ انڈیز نے پہلے کھیلتے ہوئے ۴۸ اوروں میں چار وکٹوں کے نقصان پر ۲۴۸ رنز بنائے جبکہ بھارتی ٹیم اس عرصے میں آٹھ کھلاڑیوں کے آؤٹ ہونے پر ۱۹۸ رنز بنا سکی۔

★ نیوزی لینڈ نے دوسرے ایک روزہ میچ میں پاکستان کو چھ وکٹوں سے ہرا دیا۔ پاکستان نے پہلے کھیلتے ہوئے ۵۰ اوروں میں ۶ وکٹوں کے نقصان پر ۲۵۳ رنز بنائے ۔ پاکستان کی طرف سے نمایاں کھیل شعیب محمد نے پیش کیا جنہوں نے ۱۲۶ رنز بنائے اور ناٹ آؤٹ رہے ۔ دوسرے نمایاں کھلاڑی رمیض راجہ تھے جنہوں نے ۴۷ رنز بنائے ۔ بعد ازاں نیوزی لینڈ نے چار وکٹوں پر ۲۵۴ رنز بنائے

★ سری لنکا نے ایشیائی مشترکہ منڈی کی تجویز پیش کر دی ہے یہ تجویز سارک کے پلیٹ فارم کے ذریعے قابل عمل صورت اختیار کر سکتی ہے۔

:- قومی اسمبلی کے ۸۵ اپوزیشن اراکین نے قومی اسمبلی کا اجلاس فوری طور پر طلب کرنے کی درخواست دی ہے ۔ ان کا کہنا ہے کہ اگر پنجاب اسمبلی میں نواز شریف کے خلاف تحریک پیش ہوئی تو قومی اسمبلی میں وزیر اعظم کے خلاف تحریک پیش کی جائے گی۔

:- پنجاب کے وزیر اعلیٰ مسٹر نواز شریف کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک چند دنوں میں پیش کر دی جائے گی۔

:- پنجاب اسمبلی میں اسلامی جمہوری اتحاد کے ۵۵ اراکین نے آج پاکستان ٹیلی ویژن لاہور کے دفتر کے سامنے اور ایک اخبار کے دفتر کے باہر مظاہرہ کیا اور مطالبہ کیا کہ ان کے موقف کو کوریج دی جائے۔

:- پنجاب میں وزیر اعلیٰ نواز شریف کے خلاف تحریک عدم اعتماد کی وجہ سے پنجاب کی سیاسی صورت حال بڑی دلچسپ مرحلے میں داخل ہو گئی ہے ۔ بعض ذرائع کے مطابق اس مسئلے پر صدر اور چیف آف آرمی سٹاف غیر جانبدار رہیں گے ۔

:- لاہور میں طلباء کے متحارب گروپوں میں فائرنگ کی وجہ سے ۹ افراد زخمی ہو گئے ہیں لکشمی چوک میں ۱۰۰ سے زائد کاریں تباہ ہو گئیں ۔ ریگل چوک میں ہوائی فائرنگ ہوتی ۔ یونیورسٹی کیمپس کے قریب طلبہ نے تین بسوں کو نذر آتش کیا ۔ دو پٹرول پمپ تباہ کئے ۔ ۸۶ طلباء کو گرفتار کر لیا گیا ۔

:- پاکستان ترکی سے ایف ۱۶ طیارے حاصل کرے گا ۔

:- امور خارجہ کے بھارتی وزیر مملکت مسٹر نٹور سنگھ نے کہا ہے ۔ سیاچین بھارت کا حصہ ہے اور یہ بات پاکستان پر واضح کر دی گئی ہے ۔

:- منگورہ میں مسلح ڈاکوؤں نے بینک سے ۲۰ لاکھ روپے چھین لئے۔

نیروبی شہر کا اعلیٰ ایوارڈ

۲۵ فروری ۱۹۸۹ء کے الفضل میں مکرم جمیل الرحمٰن رفیق صاحب کا انٹرویو شائع ہوا ہے ۔ انٹرویو میں ذکر ہے کہ ان کو نیروبی کے میئر نے سواحیلی زبان کی خدمت کرنے پر نیروبی کا شہری ہونے کا اعلیٰ اعزاز عطا کیا تھا ۔ اصل میں شہری نہیں بلکہ سٹی آف نیروبی کا اعلیٰ ایوارڈ عطا کیا ہے ۔ جسے "CIVIC CR-EST OF THE CITY OF NAIROBY" کہا جاتا ہے ۔ یہ نیروبی شہر کا اعلیٰ ترین ایوارڈ ہے ۔ جو اہم شخصیات کو دیا جاتا ہے ۔

ضروری اعلان

خادم حسین صاحب ولیاقت علی صاحب پسران چوہدری محمد شریف صاحب (معرفت ادریسیہ ڈسپنسری) قطعہ نمبر ۴۴/۷ محلہ دارالرحمت شرقی الف ربوہ) نے درخواست دی ہے اگر کسی وارث یا غیر وارث کو قطعہ مذکورہ کے انتقال بنام درخواست کنندگان پر اعتراض ہو تو تیس یوم کے اندر دارالقضاء ربوہ کو اطلاع دے ۔

(ناظم دارالقضاء ربوہ)